سید کاشف گیلانی

نعت

میرے بس میں ہو تو میں صبح و مسا لکھتا رہوں
عمر بھر اوصافِ محبوبِ خدا لکھتا رہوں

جب یہ ممکن ہی نہیں توصیف اُن کی کر سکوں
وہ مری توصیف سے ہیں ماوریٰ لکھتا رہوں

تھم گئی تھی وقت کی رفتار جب وہ چل پڑے
معجزہ تھا واقعہ معراج کا لکھتا رہوں

مسکراہٹ لب پہ آنکھوں میں حیا شیریں کلام
اُن کو بخشی تھی خدا نے ہر ادا لکھتا رہوں

کوئی مانے یا نہ مانے یہ حقیقت ہے مگر
میں جو اُن کو حشر تک کا رہنما لکھتا رہوں

ظلم رک جائے مرے لکھنے سے اے کاشف اگر
ہر گھڑی میں داستانِ کربلا لکھتا رہوں

پروفیسر محمد اکرام تائب

غزل

عقلِ انسانی کی اب تو انتہا ہونے کو ہے
پھر قیامت کی جہاں میں ابتدا ہونے کو ہے
ایک نقطے پر سمٹ کر رہ گئی ہے زندگی
آج کا انساں یہی سمجھوں خدا ہونے کو ہے
مُوم کی گڑیا کے سینے میں بھی ہے پتھر کا دل
عمر بھر کا آشنا، ناآشنا ہونے کو ہے
مل رہے ہیں مُسکرا کر پھر نئے چہرے ہمیں
پھر تمہارے شہر میں ہم سے دغا ہونے کو ہے
جستجوئے خوب سے اب خوب تر کے شوق میں
روشنی سے اب حرارت بھی جُدا ہونے کو ہے
جا رہا ہے منہ چھپا کر اب کفن میں دوستو
آج تائب کا خدا سے سامنا ہونے کو ہے